© rasailojaraid.com

اپنے گھر سے بیت اللہ تک۔ ایک منفرد سفر نامہ

(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی
شعبہ اردو، بنارس ہندو یونیورسٹی وارانسی (انڈیا)

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مد ظلہ العالی عربی اور اردو دونوں زبانوں کے صاحب طرز ادیب و انشاء پرداز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی شخصیت کی طرح ان کی تصانیف بھی محتاج تعارف نہیں ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسلوب و طرز نگارش کے لحاظ سے جہاں وہ ادیب و انشا پرداز ہیں، وہیں موضوع اور مواد کے لحاظ سے وہ ایک داعی اور مفکر بھی ہیں۔ ان کی بے شمار تصانیف میں ادبی لحاظ سے "نقوش اقبال" اور "کاروان مدینہ" ممتاز ہیں۔ طبقات و تراجم، سیرت و سوانح، اسرار شریعت، تاریخ دعوت اور دیگر نوع بہ نوع موضوعات پر درجنوں گراں مایہ اور محققانہ تصانیف کے علاوہ متعدد سفر نامے بھی آپ کے رشحات قلم میں شامل ہیں، مثلاً "ترکی میں دو ہفتے" اور "شرق اوسط میں کیا دیکھا" وغیرہ۔

ان عمومی سفر ناموں کے علاوہ "اپنے گھر سے بیت اللہ تک" کے عنوان سے آپ نے حج کا ایک سفر نامہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ یہ سفر نامہ اپنی گوناگوں خصوصیات کے لحاظ سے قابل ذکر اور قابل مطالعہ ہے۔ آئندہ صفحات میں ہم اس کی کسی قدر تفصیل پیش کرتے ہیں۔

حج ایک عبادت ہے اور جس طرح اس عبادت کی روح اخلاص و للّٰہیت ہے، اسی طرح لازم ہے کہ سفر حج کی روداد بھی نام و نمود اور شہرت و ناموری کی خواہش سے پاک اور منزہ ہو۔ ورنہ سفر حج کی طرح سفر نامۂ حج بھی غارت اور اکارت چلا جاتا ہے، لیکن انسان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا نفس ہو کہ شیطان دونوں مختلف حیلوں اور بہانوں سے اس کے حسنات کو سیئات میں تبدیل کراتے رہتے ہیں۔ چنانچہ بعض شخصیات کے تعلق سے اس قسم کے تاثرات کا اظہار کیا گیا ہے کہ انہوں نے حج کیا ہی اس لیے تھا تاکہ سفر نامۂ حج لکھ سکیں.

حق تعالیٰ نے دیگر اوصاف و کمالات کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا کو تقویٰ اور طہارت قلب کی دولت سے بھی مالا مال اور سرفراز فرمایا ہے' اس لیے مولانا موصوف سفر نامۂ حج لکھنے سے شعوری طور پر گریزاں رہے کہ' بقول علامہ اقبال

ہوس چھپ چھپ کے سینے میں بنالیتی ہے تصویریں

لیکن اب سے پچاس سال پیشتر ۱۳۶۸ھ میں جب مولانا محمد منظور نعمانیؒ نے "الفرقان" کا حج نمبر نکالنے کا قصد کیا تو اصرار کر کے حضرت علی میاں صاحب سے متذکرہ بالا سفر نامۂ بھی تحریر کرایا۔ حضرت موصوف نے مولانا نعمانی کے اصرار پر یہ سفر نامۂ لکھ تو دیا' لیکن شدت کے ساتھ یہ تاکید بھی کردی کہ اسے ان کے نام کے بغیر شائع کیا جائے۔ اس سلسلے میں خود مولانا نعمانی رقم طراز ہیں:

> "ازراہ اخلاص وانکسار ان کا سخت اصرار تھا کہ اس مضمون کے لکھنے والے کا نام ظاہر نہ کیا جائے' اور ان کو امید تھی کہ میں ایسا ضرور ہی کروں گا' لیکن جب انہوں یہ مضمون تیار کر کے حوالے کر دیا تو میں نے ان کی فرمائش کی تعمیل اپنے لیے ضروری نہ سمجھی۔ بہرحال اس مضمون کو مولانا کے نام سے شائع کر دینے کی اچھائی برائی کا ذمہ دار یہ عاجز ہے".

پس اس سفر نامے کی پہلی خصوصیت اس کے مصنف کا اخلاص وانکسار ہے' جس نے اس کے حرف حرف میں کیفیت اور تاثیر کی شان پیدا کردی ہے۔ سچ کہا گیا ہے:

"از دل خیزد بر دل ریزد"۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غالب نے کہا تھا:

نالہ پابند نے نہیں ہے فریاد کی کوئی لے نہیں ہے

غالب کی پوری شاعری کی طرح یہ شعر بھی استعاراتی ہے اور اس کا مطلب یہی ہے کہ صاحب طرز فن کار کے لیے اظہار کی راہیں مسدود اور محدود نہیں ہیں۔ وہ مختلف اصناف ادب کی حدود اور قیود میں تغیر و تبدل کا عمل جاری رکھتا ہے اور یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں، بلکہ اس کا بنیادی حق بھی ہے۔ حضرت مولانا کی پیش نظر تحریر بھی اس کا ایک نمونہ ہے۔ انہوں نے بڑی خوب صورتی اور فنی دل آویزی کے ساتھ سفر نامے میں دعوت و موعظت کو یا دعوت و موعظت میں سفر نامے کو آمیز کر دیا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے مولانا نے طریق کار یہ اپنایا ہے کہ تمہید سفر و مسائل سفر اور منازل سفر کی بہت سی جزئیات، جو روایتی سفر ناموں میں عام طور پر مذکور ہوتی ہیں، قلم انداز کر دی ہیں، لیکن ایسا بھی نہیں کہ تذکرہ نوعیت کی جزئیات بالکلیہ حذف کر دی گئی ہوں، بلکہ کسی کامل فن مصور یا نقاش کی طرح صرف انہی جزئیات کا سہارا لیا گیا ہے، جو کسی منظر نامے کی تشکیل میں ممد و معاون ہوں۔ اس طرح مولانا کی یہ تحریر روایتی سفر نامہ نہ ہوتے ہوئے بھی سفر نامے کے دائرے سے خارج نہیں ہے، یعنی اس کا سفر نامہ پن برقرار ہے۔

دوسری طرف جزئیات سفر کی کمی کی تلافی دعوت و موعظت کے عناصر سے کر دی گئی ہے، لیکن یہ عمل بھی ایسی فنی چابکدستی کے ساتھ انجام دیا گیا ہے کہ قاری کو پند و موعظت کی گراں باری یا موضوع کی خشکی کا ایک ذرا احساس نہیں ہوتا، بلکہ وہ ذوق و شوق، کیف و مستی اور سوز و سرور کے عالم میں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور ہر قدم پر اسے یوں محسوس ہوتا ہے کہ حج کی روح اس میں اور وہ حج کی روح میں اترتا چلا جا رہا ہے۔ آئندہ صفحات میں اس سلسلے کی بعض مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

"گاڑی آگئی۔ مسافروں کو ایذا دیئے بغیر سوار ہوئے۔ سامان قرینے سے رکھا۔ بقدر ضرورت جگہ گھیری وضو اور نماز کا انتظام کر لیا۔ سفر کے اس ہنگامے اور شور و غل ... اللہ تبارک و تعالیٰ کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طرف توجہ اور اپنی بے بسی کا احساس قائم ہے۔ لوگوں سے محبت کے ساتھ رخصت ہوے اور سفر کی مقبولیت اور کامیابی کے لیے خود ان سے دعا کی درخواست کی۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان سادہ دل بندوں میں کتنے مقبول بارگاہ ہوں گے اور کتنوں کے جسم یہاں اور دل وہاں ہوں گے اور کتنے بہت سے حجاج سے افضل ہوں گے"۔

"لیجئے روانگی کا دن آپہنچا آج بڑے ہنگامے کا دن ہے۔ میدان حشر کا ایک نمونہ ہے۔ نفسی نفسی کا عالم ہے۔ ہر ایک کو اس کی فکر ہے کہ اس کو اچھی سے اچھی جگہ مل جائے اور سامان محفوظ رہے۔ قانونی مراحل سب طے ہوے۔ سامان جہاز پر پہنچا۔ اب سوائے اللہ پر بھروسے کے کوئی چارہ نہیں۔ جہاز پر داخلہ شروع ہو گیا۔ اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے یہ دن دکھایا۔ خدا وہ دن بھی دکھائے کہ سرزمین مقدس پر اترنا ہو۔ سفر عشق میں راحت کا کیا سوال؟ پھر بھی اللہ کے احسان کے صدقے کہ ہم ضیعفوں کو امتحان میں نہیں ڈالا اور راحت و عافیت کی جگہ عطا فرمائی۔ لیجئے وہ سیٹی ہوئی، وہ لنگر اٹھا، وہ ہاتھ سلام کے لیے اٹھے، وہ رومال وداع کے لیے ان سب کو سب نے دیکھا، مگر بہتے ہوئے آنسوؤں کو کس نے دیکھا؟ اور گلو گیر آواز کو کس نے سنا؟ جانے والو! حج و زیارت تم کو مبارک ہو۔ مومن کی معراج تم کو مبارک ہو، ہم مجبوروں کو نہ بھولنا۔

"ہمیں بھی یاد رکھنا ذکر جب دربار میں آئے"

اب اس سلسلے کی تیسری مثال ملاحظہ ہو، جس میں کوائف سفر اور موعظت دونوں کا بہترین امتزاج ہے۔ واضح رہے کہ ذکر عرفات سے روانگی کا ہے:

"اب لاکھوں انسان کی یہ بستی یہاں سے تین میل پر منتقل ہو جائے گی۔ شہر کا اجڑنا بسنا کچھ ہنسی کھیل نہیں۔ ایک شور قیامت برپا ہو، ایک طوفان بے تمیزی، لیکن یہاں کچھ نہیں، حکم لایا تھا، حکم لیجا رہا ہے، غلاموں کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طرح آئے تھے، غلاموں کی طرح جاتا ہے۔ لیجئے خیمے اکھڑے، طنابیں ڈھیلی ہوئیں، شامیانے تہہ ہوئے، دیکھتے دیکھتے یہ جیتا جاگتا شہر لق ودق میدان بن گیا۔ جو جواں ہمت اور سواری کے پابند نہ تھے، وہ آزادی سے وقت مسنون پر روانہ ہوگئے۔ جو ضعیف اور عورتوں کی وجہ سے مجبور تھے، ان کو سواری کی وجہ سے وقت پیش آئی اور انتظار کرنا پڑا۔ سواری نہ اب آتی نہ تب۔ اب میدان میں جہاں تک نظر کام کرتی ہے۔ ہمارے چھوٹے سے قافلے کے سوا کوئی نظر نہیں آتا۔ لاریاں آتی ہیں اور نکل جاتی ہیں۔ رات گذری چلی جارہی ہے۔ مزدلفہ میں بسر ہونے والی رات کا خاصہ حصہ عرفات میں گذرا جارہا ہے۔ یاالٰہی کیا ہوگا؟ کیا ہم یہیں رہ جائیں گے؟ کیا ہم مزدلفہ سے محروم رہیں گے؟ مستورات کا ساتھ، دن بھر کے تھکے ماندے، معلم صاحب بھی عاجزو مجبور کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ پیمانہ، صبر لب ریز ہونے لگا۔ ڈرائیور پر غصہ، معلم پر خفگی، سب بے سود، آدھی رات ہونے کو آئی۔ خدا خدا کر کے لاری آئی۔ تیوڑھی چڑھی، تلخ و تند لہجے میں ڈرائیور سے محاسبہ کیا کہ کہاں اتنی دیر لگائی؟ کیا حجاج کو اذیت دینا تم لوگوں کے نزدیک کار ثواب ہے؟ اس نے آسانی سے کہہ دیا کہ راستہ صاف نہ تھا۔ گھنٹوں میں پہلی کھیپ پہنچی اور بہ مشکل واپسی ہوئی۔ کہہ کر افسوس ہوا کاش زبان سے کچھ نہ کہا ہوتا۔ اللہ کا شکر ادا کیا ہوتا کہ اس نے آخر پہنچادیا۔ اب بھی اگر لاری نہ آتی تو کیا کرتے۔ یہی فرق ہے بڑوں اور چھوٹوں میں"۔ (ص ۶۴-۶۶)

سیرت ہو یا سوانح، آپ بیتی ہو یا سفر نامہ، کوئی تحریر اس وقت تک ادب نہیں بنتی، بلکہ یوں کہیے کہ اس میں ادبی رنگ نہیں پیدا ہوتا، جب تک کہ بیان واقعات کی خارجیت کو داخلیت اور جذبات واحساسات کی آنچ نہ پہنچادی جائے۔ حضرت مولانا کی زیر بحث تحریر میں یہ کیفیت از اول تا آخر ہر جگہ موجود ہے اس لیے اس کا ادبی پہلو کہیں دبنے نہیں پاتا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

البتہ جہاں جہاں یہ لے دو آتشہ ہو گئی ہے، وہاں وہاں اس کا لطف بھی دو بالا ہو گیا ہے۔ اس کی بھی بعض مثالیں ملاحظ ہوں۔ مدینہ پاک کی حاضری کا موقع ہے۔ اس ضمن میں تحریر فرماتے ہیں :

" نظر اٹھا کر دیکھئے یہ دونوں پہاڑوں کی قطاریں ہیں۔ کیا عجب کہ ناقۂ نبوی اسی راستے سے گذری ہو۔ یہ فضا کی دلکشی یہ ہوا کی دل آویزی اسی وجہ سے ہے۔ لیجئے مسجد آگئی اب بئر علی کی باری ہے :

منزل دوست چوں شود نزدیک آتش شوق تیز تر گردد

درود شریف زبان پر جاری ہے۔ دل و فور شوق سے امنڈ رہا ہے۔
عرب ڈرائیور حیران ہے کہ یہ عجمی کیا پڑھتا ہے اور کیوں روتا ہے ؟
کبھی عربی میں گنگناتا ہے، کبھی دوسری زبانوں میں شعر پڑھتا ہے۔ بھینی بھینی ہوا ہے اور ہلکی ہلکی چاندنی جس قدر طیبہ قریب ہوتا جارہا ہے۔
ہوا کی خنکی، پانی کی شیرینی اور ٹھنڈک، لیکن دل کی گرمی بڑھتی جارہی ہے۔ سنیے کوئی کہہ رہا ہے :

بادصبا جو آج بہت مشک بار ہے شاید ہوا کے رخ پہ کھلی زلف یار ہے
وہ ایک بار ادھر سے گئے، مگر اب تک ہوائے رحمت پروردگار آتی ہے
عجب کیا گر مہ و پروین، مرے نخچیر ہو جائیں کہ بر فتراک صاحب دولتے بستم سر خود را
وہ دانائے سبل ختم رسل مولائے کل جس نے غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
خاک یثرب از دو عالم خوشتر است اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است
داغ غلامیت کرد مراتبہ خسرو بلند میر ولایت شود، بندہ کہ سلطان خرید
محمد عربی کا بروئے ہر دوسرا است کسے کہ خاک درش نیست، خاک بر سر او

(ص ۳۱۔۳۲)

ایک مثال اور :

اب آپ ہیں اور مسجد نبوی، دل کا کوئی ارمان باقی نہ رہ جائے۔ درود

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شریف پڑھنے کا اس سے بہتر زمانہ اور اس سے بہتر مقام کون سا ہو سکتا ہے؟ اب بھی شہود و حضور نہ ہو تو کب ہو گا؟

دن میں جتنی مرتبہ جی چاہے حاضری دیجئے اور سلام عرض کیجئے۔ آپ کے نصیب کھل گئے۔ اب کیوں کمی کیجئے، مگر ہر بار عظمت و ادب اور اشتیاق و محبت کے ساتھ دل کی ایک حالت نہیں رہتی۔ وہ بھی سوتا اور جاگتا ہے۔ جاگے تو سمجھے کہ نصیب جاگے۔ حاضری دیجئے اور عرض کیجئے۔

ع ز چشم آستیں بردار و گوہر را تماشا کن

کبھی اس کا جی چاہے گا کہ غلاموں کے وفود کے ساتھ ملا جلا حاضر ہو۔ عشاق کی آنکھوں سے جنہوں نے مہجوری کے دن کاٹے اور فراق کی راتیں بسر کیں، جب آنسوؤں کا مینہ برسے گا، تو شاید کوئی چھینٹا اس کو بھی تر کر جائے۔ رحمت کی ہوا جب چلے گی تو شاید کوئی جھونکا اس کو بھی لگ جائے۔ کبھی دبے پاؤں لوگوں کی نظریں بچا کر تنہائی میں حاضر ہونے کو جی چاہے گا۔ اس باب میں دل کی فرمائش سب پوری کیجئے۔ کوئی حسرت باقی نہ رہے۔ کبھی صرف آنسوؤں سے زبان کا کام لیجئے۔ کبھی ذوق و شوق کی زبان میں عرض کیجئے"۔

(ص ۳۶۔۳۷)

حج کے سفر نامے عام سفر ناموں سے اس لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں کہ عام سفر ناموں میں قاری کو پہلے سے اس کا علم نہیں ہوتا کہ مسافر کہاں کہاں جائے گا اور دوران سفر اسے کسی قسم کے تجربات و کوائف سے دوچار ہونا پڑے گا؟ اس کے برخلاف سفر حج کے مراحل، منازل، مقامات اور مناسک وغیرہ سے پڑھنے والے کو فی الجملہ واقفیت ہوتی ہے۔ اس لیے عام سفر ناموں کے برخلاف حج کے سفر ناموں میں انفرادیت کی شان پیدا کرنا اور قاری کے تحیر و تجسس کو برقرار رکھنا زیادہ دشوار گذار ہوتا ہے۔ اس مرحلے سے کامیاب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گذرنے کی دو ہی صورتیں ہیں؟ ایک تو تجربات و مشاہدات کی انفرادیت اور طرفگی، دوسرا انداز بیان کی رعنائی اور شگفتگی پیشِ نظر سفرنامے میں دونوں ہی خوبیاں موجود ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ یہ محض سفرنامہ نہیں بلکہ دعوت و موعظت بھی ہے اور اسے پڑھ کر صاحب قال بھی صاحب حال بن سکتا ہے۔ بلکہ یوں کہیے کہ اس کا مطالعہ جذب و شوق کے ساتھ ساتھ عصری تحدیات سے عہدہ برآ ہونے کا داعیہ بھی پیدا کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

© rasailojaraid.com